

خصوصی سیکشن 1: بینکاری نظام میں سیالیت کا دباؤ

2007ء کے وسط میں امریکی رہن منڈی بحران کے نتیجے میں عالمی مالی نظام میں آنے والی ابتری کے اثرات ستمبر 2008ء میں نمایاں ہوئے۔ ابتدائی مرحلے میں یہ محض سیالیت کا بحران تھا جس نے ایک سال بعد ادائیگی قرض کے بحران کی شکل اختیار کر لی۔ بدلتے ہوئے حالات کے باعث دنیا کے اہم مرکزی بینکوں نے منڈی کو سیالیت کی فراہمی، اہم مالی اداروں کو بچانے کے لیے مالی امداد اور ترقی یافتہ معیشتوں کے مالی نظام کے مجروح ہونے والے اعتماد کی بحالی کے لیے متعدد پالیسی اقدامات کیے۔ حقیقی شعبے پر مالی بحران کے اثرات کی عکاسی دنیا بھر کے مختلف ملکوں کی اقتصادی نمو میں سست روی سے ہوتی ہے۔ دنیا کے اہم مرکزی بینک بحران کے بعد شرح سود میں نرمی کر رہے ہیں جبکہ کساد بازاری کے اثرات کو کم سے کم کرنے کے لیے جارحانہ کوششیں کی جا رہی ہیں۔

ترقی یافتہ ملکوں میں جاری بحران نے پاکستان کے مالی شعبے کو براہ راست متاثر نہیں کیا تاہم اندرونی حالات کے باعث ملکی معیشت دباؤ کا شکار رہی ہے۔ پاکستان کو سال 2008ء کے وسط میں اجناس کی قیمتوں میں ہونے والے غیر معمولی اضافے نے بری طرح متاثر کیا، اس کے بلا واسطہ منفی اثرات بیرونی جاری حسابات کے خسارے پر مرتب ہوئے، جس کے نتیجے میں زرمبادلہ کے ذخائر (جو خالص بیرونی اثاثوں میں کمی پر منتج ہوئے) میں تیزی سے کمی ہوئی اور روپیہ کمزور ہو گیا۔ اجناس کی عالمی قیمتیں پہلے سے بلند مالیاتی خسارے میں مزید ابتری کا باعث بنیں جس کا سبب پیٹرولیم مصنوعات پر زراعت کا بڑھنا تھا۔ پیٹرولیم پر زراعت کو حال ہی میں بتدریج ختم کر دیا گیا ہے۔ مالیاتی خسارے کی مالکاری کے لیے زیادہ تر مرکزی بینک سے قرض گیری پر انحصار کیا گیا، جس نے پہلے سے بلند سطح پر موجود گرانٹی پر منفی اثرات مرتب کیے (جدول 1)۔ مزید برآں، ملک میں اقتدار کی منتقلی کے بارے میں غیر یقینی صورتحال کی

جدول 1: معیشت کے اہم اظہارے

م 09ء		م 08ء			
جولائی تا اکتوبر	اپریل تا جون	جنوری تا مارچ	اکتوبر تا دسمبر	جولائی تا ستمبر	
25.0	21.5	14.1	8.8	8.4	صارف اشاریہ قیمت (ختم مدت) فیصد میں
-1.0*	-2.7	-1.3	-1.9	-1.5	مالیاتی خسارہ بطور فیصد جی ڈی پی
206.7	242.4	87.5	153.1	71.6	میزانیہ قرض گیری (خالص) ارب روپے
376.3	279.4	208.7	214.5	-13.9	اسٹیٹ بینک سے قرض گیری: ارب روپے
136.6	64.0	128.8	218.5	-2.9	محلی شعبے کا قرض: ارب روپے
-346.4	-59.6	-130.1	-103.6	-23.1	بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثے: ارب روپے
5.8	4.3	4.8	3.9	2.4	تجارتی خسارہ: ارب ڈالر
5.9	4.2	3.8	3.8	2.3	جاری حسابات کا خسارہ: ارب ڈالر
6.0**	8.6	11.1	13.4	13.9	اسٹیٹ بینک کے ذخائر ختم مدت: ارب ڈالر
78.8	68.3	62.7	61.2	60.7	شرح مبادلہ

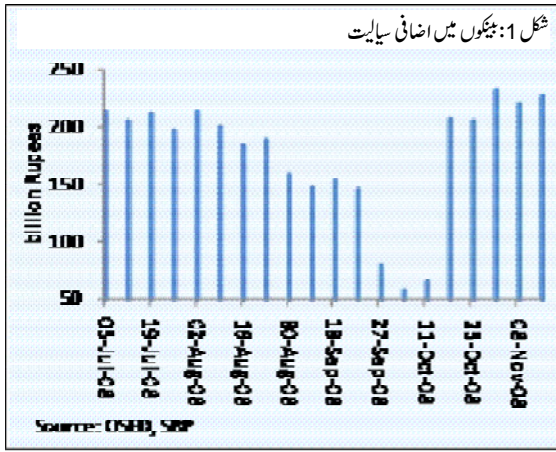
ستمبر تک **آ خر نومبر
ماخذ: اسٹیٹ بینک ڈیٹا بیس

طوالت نے سرمایہ کاروں کے اعتماد کو متاثر کیا، جس کی عکاسی سال کے دوران ایس سی آراے رقوم کی روانی اور ایکویٹی منڈی میں درستگی سے ہوتی ہے۔

اسٹیٹ بینک اپریل 2005ء کے بعد سے مسلسل زری سخت گیری کے دور سے گزر رہا ہے۔ زری سخت گیری کا مقصد معیشت میں طلب کے دباؤ اور گرانٹی کے رجحانات میں کمی کرنا ہے۔ 2008ء کے دوران زیادہ جارحانہ زری پالیسی اختیار کی گئی۔ سال کے دوران پالیسی ڈسکانٹ ریٹ کو 4 مرتبہ بڑھایا گیا اور مجموعی طور پر 500 بیس پوائنٹس کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ مطلوبہ نقد محفوظ اور لازمی شرح سیالیت بھی مئی 2008ء میں بڑھائی گئی۔³⁶

یہاں یہ ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ پاکستان کی اقتصادی ماخوذیات ترقی یافتہ ممالک سے مختلف ہیں۔ بینکوں میں مرکز مالی شعبہ مستحکم بنیادوں پر استوار ہے، جن کا عالمی مالی منڈیوں میں رونما ہونے والے واقعات سے تعلق بہت کم ہے۔ اس سے قطع نظر، سال 2008ء کی چوتھی سہ ماہی میں پیدا ہونے والی

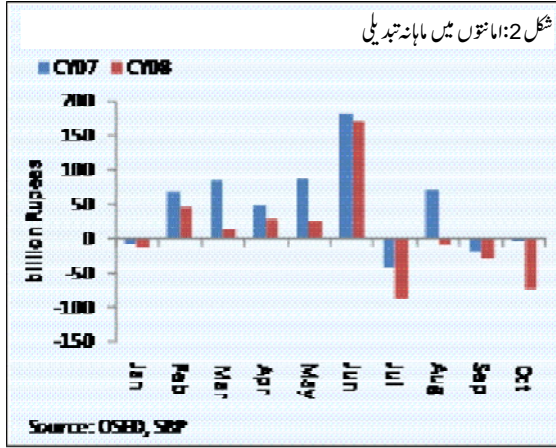
36 مطلوبہ نقد محفوظ 100 بیس پوائنٹس اضافے کے ساتھ بڑھ کر 9 فیصد (ایک سال عرصیت کے حامل تمام تسکات) اور لازمی شرح سیالیت 100 بیس پوائنٹس اضافے کے ساتھ مجموعی طلبی و میعادتی اثاثوں کا 19 فیصد ہو گیا۔



سیالیت کی عارضی قلت کا باعث متعدد عوامل ہیں۔ اس حصے میں کی جانے والی بحث میں سیالیت کی قلت کے اسباب کا تجزیہ کیا گیا ہے جو کہ اکتوبر 2008ء کے دوران بینکاری نظام میں ابھر کر سامنے آئے تھے۔

مئی 2008ء میں مطلوبہ نقد محفوظ اور لازمی شرح سیالیت میں اضافے کی وجوہات یہ تھیں: (i) بینکوں کو دستیاب سیالیت میں براہ راست کمی اور (ii) اس بات کو یقینی بنانا کہ بینک اپنی گم شدہ سیالیت حاصل کرنے کے لیے حکومتی تمسکات میں مطلوبہ حد سے زیادہ سرمایہ کاری کو ختم نہ کر دیں: مطلوبہ نقد محفوظ اور لازمی شرح سیالیت دونوں کو بڑھانے کا مقصد ان کے خالص اثرو کو شرح سود میں اضافے پر منٹ کرنا تھا۔ اس فیصلے کا نفاذ اس مفروضے پر کیا گیا کہ ان اقدامات سے منڈی کے شرح سود میں اضافہ ہوگا اور بینک مجبور ہو جائیں گے کہ وہ اپنی سیالیت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مزید امانتیں جمع کریں۔

متعدد اقدامات کے باوجود بینکاری شعبے میں جون 2008ء تک خاصی سیالیت دستیاب تھی؛ (1) 2008ء کی دوسری ششماہی کے دوران بینکوں کی امانتوں میں 333.5 ارب روپے (8.7 فیصد) اضافہ ہوا (2) لازمی شرح سیالیت اور مطلوبہ نقد محفوظ کی مطلوبہ حد سے زائد سیالیت اوسطاً بینکاری نظام کے طلبی و میعادتی واجبات کا تقریباً 6 فیصد تھی (3) اور سیالیت کے تفاوت (شہینہ بہ وزن اوسط طلبی و ریپورٹس کے درمیان فرق) میں رجحانات معمول کے مطابق تھے۔

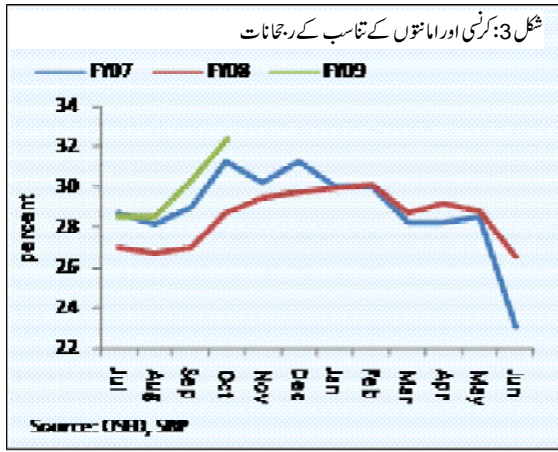


اگرچہ بینکوں کو آئندہ ہفتوں کے دوران سیالیت میں بعض دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا، اس کی عکاسی ڈسکاؤنٹ ونڈو پر آنے والوں کی زیادہ تعداد سے بھی ہوتی ہے جن میں بھاری رقوم حاصل کی گئیں۔ بینکاری نظام میں سیالیت کی صورتحال جولائی اور اگست 2008ء تک بہتر تھی۔ اس کی عکاسی بینکوں کے پاس دستیاب اضافی سیالیت سے بھی ہوتی ہے۔ ان مہینوں میں سیالیت طلبی و میعادتی واجبات کا تقریباً 5.5 فیصد تھی اور سیالیت کے دیگر اظہار یوں میں بھی باقاعدگی کے رجحانات دیکھے جاسکتے ہیں۔

جولائی کے دوران بینکاری نظام کی امانتوں میں ہونے والی کمی کو معمول کی صورتحال³⁷ قرار دیا گیا تاہم، کمی کی شدت اور اگست و ستمبر تک اس کا تسلسل منفی صورتحال کی پہلی علامت تھی (شکل 2)۔ سرکاری شعبے کے اداروں (پی ایس ایز) اور نجی شعبے کی جانب سے مضبوط طلب کے باعث امانتوں کی نمو میں کمی اکتوبر کے دوران بینکاری شعبے میں پیدا ہونے والی سیالیت کے پس پردہ اہم عوامل میں سے ایک ہے۔

جیسا کہ باب اول (سیکشن 1.1) میں بحث کی جا چکی ہے کہ سیالیت پر دباؤ میں اضافے کا ایک اہم عامل اجناس کے عالمی نرخوں میں اضافہ تھا، جس نے بیرونی جاری حسابات، مالیاتی خسارے اور اسٹیٹ بینک کے پاس موجود زرمبادلہ کے ذخائر پر منفی اثرات مرتب کیے۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں بھاری کمی کے زری اثرات کی عکاسی بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں کے گھٹنے سے بھی ہوتی ہے، جن میں جولائی تا 15 نومبر 2008ء کے دوران 346.4 ارب روپے کی کمی واقع ہوئی جبکہ گذشتہ سال کی مذکورہ مدت کے دوران اس میں 23.1 ارب روپے کم ہوئے تھے۔

37 آخر جون تک ونڈو ریٹنگ بیلنس شیٹس کے رجحان کے باعث۔



سیالیت کی مشکلات کے باعث پہلے اقدام کے طور پر بینکوں کے پاس موجود اضافی سیالیت ستمبر 2008ء کے آخری ہفتے میں کم ہو کر 79.1 ارب روپے (طلبی و میعاد امانتوں کا 2.1 فیصد) رہ گئی جو گذشتہ سال کی مذکورہ مدت میں 145.6 ارب روپے تھی (شکل 1)۔ تمام بینکوں³⁸ کے الگ الگ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ تمام بینک اس ہفتے سیال ذخائر کی کم از کم مطلوبہ حد پر عملدرآمد کر رہے تھے۔ اسی ہفتے کے دوران زر کی منڈیوں میں سیالیت کا تفاوت بڑھ کر 443 بیسیس پوائنٹس ہو گیا جو گذشتہ ہفتے 333 بیسیس پوائنٹس تھا۔ اس مرحلے پر عید کے تہوار کی وجہ سے رقم نکلوانے کی موسمی طلب اور سی آئی سی امانتوں کے تناسب میں اضافے نے صورتحال کی سنگینی میں مزید اضافہ کر دیا (شکل 3)، جو کہ

معیشت میں ڈالریت کی نشاندہی کرتا ہے جبکہ اس کی وجہ ڈالر کے مقابلے میں روپے شرح مبادلہ کا کم ہونا ہے۔ عید کے بعد کام کے پہلے ہفتے میں چند بینکوں کی مالی پوزیشن پر عالمی بحران کے شدید اثرات مرتب ہونے کے متعلق افواہوں کے باعث غیر متوقع پر طور پر لوگوں نے بینکوں سے اپنی امانتیں نکالنا شروع کر دیں۔ خصوصاً، بینکاری نظام کے طلبی واجبات میں ستمبر کے آخری ہفتے سے لے کر اکتوبر کے دوسرے ہفتے (دو ہفتے) کے دوران 80.8 ارب روپے نکلوا لیے گئے جبکہ سیالیت کے تفاوت 14 اکتوبر 2008ء کو 2990 تک پہنچ گئے (شکل 4)۔



اس مرحلے پر اسٹیٹ بینک نے سیالیت کے خدشات کو دور کرنے کے لیے متعدد پالیسی اقدامات کیے، جن میں طلبی امانتوں (بشمول ایک سالہ عرصیت کی میعاد امانتیں) پر مطلوبہ نقد محفوظ کو مرحلہ وار انداز میں 11 اکتوبر تا یکم نومبر 2008ء تک 400 بیسیس پوائنٹس کم کر کے 5 فیصد تک لانا؛ میعاد امانتوں (ایک سالہ اور بلند عرصیت کی حالت) کو لازمی شرح سیالیت سے استثناء قرار دینا؛ برآمدی مالکاری اسکیم پر بینکوں کو 100 فیصد نو مالکاری کی فراہمی؛ لازمی شرح سیالیت کے اہل تمسکات کی فہرست میں توسیع؛³⁹ عرصیت تک برقرار زمر کے کے تمسکات کو اسٹیٹ بینک کی ریپو بھولت کے لیے استعمال میں لانے کی اجازت دینا⁴⁰ اور بازار زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت کا ادخال ہے۔

مطلوبہ نقد محفوظ میں کمی سے بینکاری نظام کو براہ راست سیالیت (270 ارب روپے) کی فراہمی کی گئی، ایک سال سے زائد مدت کی میعاد امانتوں کو لازمی شرح سیالیت کی شرائط سے استثنیٰ دینا، حکومت پاکستان کے اجارہ سکوک کو لازمی شرح سیالیت کا اہل قرار دینا اور دیگر اقدامات کا مقصد اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ بینکوں کے پاس کافی مقدار میں حکومتی تمسکات موجود رہیں تاکہ وہ جاری سیالیت کے انتظام کے لیے ریپولین دین کر سکیں۔

بینک وار معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیالیت کے دباؤ نے پورے بینکاری نظام کو متاثر کیا ہے کیونکہ اضافی سیالیت (مقررہ کم از کم حد سے زائد) میں محض دو ہفتوں کے دوران خاصی کمی واقع ہو گئی تھی۔ مختصر عرصہ تک جاری رہنے والی سیالیت کی قلت کے دوران 5 بڑے بینکوں نے سیالیت کی کم از کم

³⁸ علاوہ بینک شعبے کے کرنل بینک، جسے اپریل 2008ء سے سیالیت کی کمی کا سامنا ہے۔

³⁹ بی ایس ڈی سرکل نمبر 22، تاریخ 10 اکتوبر 2008ء۔

⁴⁰ یہ سہولت ایم بی بی اور پاکستان انونٹس بانڈز پر حاصل ہے اور ایسی سرمایہ کاری لازمی شرح سیالیت سے متجاوز رقم سے کی جاسکتی ہے۔ بین بینک منڈی میں عرصیت تک برقرار زمرے کے تمسکات میں ریپولین دین کرنے پر پابندی ابھی تک برقرار ہے۔

حد پر عملدرآمد کیا تاہم ان بینکوں کے پاس موجود اضافی سیالیت 4 اکتوبر 2008ء تک کم ہو کر 25.3 ارب روپے (طلبی و میعادى واجبات کا صرف 1.3 فیصد) کی پست سطح پر آگئی تھی (جدول 2)۔ تاہم سیالیت کے دباؤ نے چھوٹے درمیانے درجے کے بینکوں کو زیادہ متاثر کیا۔ چند چھوٹے نجی بینکوں کو سیالیت کی مطلوبہ سطح برقرار رکھنے میں مشکلات کا سامنا ہے جبکہ دیگر تمام بینک بعد میں سیالیت کی مطلوبہ سطح کو دوبارہ حاصل کر چکے ہیں۔ اسٹیٹ بینک کے اقدامات کے بعد سیالیت کی صورتحال میں بہتری کی عکاسی شبینہ نرخوں کے رجحانات سے بھی واضح طور پر عیاں ہے، جنہیں شکل 4 میں دیا گیا ہے۔

جدول 2: اضافی سیالیت کی تقسیم 1											
رقم ارب روپے											
نمبر	نمبر 1	نمبر 5	نمبر 8	نمبر 11	نمبر 15	نمبر 2	نمبر 4	نمبر 7	نمبر 0	نمبر 3	نمبر 6
نمبر	08ء	08ء	08ء	08ء	08ء	ستمبر 08ء	08ء	ستمبر 08ء	ستمبر 08ء	ستمبر 08ء	ستمبر 08ء
بینکوں کی تعداد	2	3	2	3	4	3	1	0	0	1	0
سیالیت میں کمی کی مقدار	2.5	3.5	2.9	2.4	3.5	12.0	1.7	0.0	0.0	0.5	0.0
5 بڑے بینکوں کی اضافی سیالیت	103.7	99.5	104.2	95.6	94.6	29.0	25.3	27.2	53.7	62.3	62.2
بینکاری نظام کی اضافی سیالیت	227.4	220.0	232.0	205.8	206.8	67.1	58.9	79.1	145.6	154.2	147.7

1 اس تجزیے میں سرکاری شعبے کا ایک بینک شامل نہیں۔
 ☆ جو کم سے کم سیالیت کی شرائط پوری کرنے میں ناکام رہے۔

مستقبل میں سیالیت کے امکانات

اگرچہ حالیہ ہفتوں کے دوران مرکزی بینک کی جانب سے خاصی نرمی کے باعث سیالیت کے دباؤ میں کمی آئی ہے تاہم امانتوں کی پست نمو، سی آئی سی / امانتوں کے تناسب میں مسلسل اضافے کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ بینک امانتوں کو بڑھانے کے لیے متفکر کوششیں کریں تاکہ سی آئی سی کو واپس رسمی نظام میں لایا جاسکے۔ قومی بچت اسکیموں پر شرح منافع میں اضافے (420-320 پیس پوائنٹس) کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا کرنا دشوار ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ بینک امانتیں بھی قومی بچت اسکیموں کی جانب منتقل ہو سکتی ہیں۔

خصوصی سیکشن II: بینکاری نظام کی کارگزاری کے اظہاریوں کے رجحانات

پاکستان جیسی ابھرتی ہوئی معیشت کی ترقی میں فعال کردار ادا کرنے کی اہلیت رکھنے والے شعبہ بینکاری کی پائیدار نمو دراصل اس کی کارگزاری پر منحصر ہے اور وہ کارگزاری یہ ہے کہ شعبہ بینکاری کم سے کم لاگت پر اعلیٰ معیار کی مالی خدمات فراہم کرے۔ کارگزاری کا یہ تصور بظاہر سادہ ہے تاہم اس کی پیمائش اس وجہ سے دشوار ہے کہ بینکاری نظام مختلف درجوں کے خطرات برداشت کرنے کے اہل کروڑوں صارفین کو مختلف نوعیت کی مالی خدمات فراہم کرتا ہے۔ بینکاری نظام کی کارگزاری ناپنے کے لیے جو پیمانے استعمال کیے جاسکتے ہیں ان میں سرگرمیوں کی لاگتوں، نفع یا بی، شرح سود میں تفاوت وغیرہ کے اظہاریے شامل ہیں۔ اس سیکشن میں، پاکستان کے بینکاری نظام کی کارگزاری ناپنے والے ان پیمانوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

پاکستان کے بینکاری نظام میں گزشتہ دس برس میں نمایاں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ مالی شعبے میں وسیع البند اصلاحات کا عمل 1990ء کی دہائی کے اوائل میں شروع کیا گیا تھا اس کا بنیادی مقصد بینکاری نظام میں مسابقت رائج کرنا، بینکاری خدمات کا معیار بہتر بنانا اور شعبہ بینکاری کو، جو غیر ادا شدہ قرضوں کے بھاری بوجھ تلے دبا ہوا تھا، مالی استحکام عطا کرنا تھا، جبکہ سرکاری شعبے کے بینکوں میں بھاری مقدار میں غیر ادا شدہ قرضے اور بڑے پیمانے پر بدانتظامی موجود تھی۔ موجودہ دہائی کے اوائل سے اصلاحاتی عمل نے، جس میں نجکاری، لبرائلیٹی، ضوابط سے آزادی، اور ضوابط کے محتاط فریم ورک کی تشکیل شامل ہے، بینکاری نظام کو نمایاں حد تک تبدیل کر دیا ہے۔ بینکوں کی مالی حالت خاصی مستحکم ہو چکی ہے جس کی عکاسی مالی استحکام کے بہتر ہوتے ہوئے اظہاریوں سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بینکاری نظام نے معیار اور کارگزاری دونوں کے لحاظ سے صارفین کو متنوع اور بہتر خدمات فراہم کی ہیں، نیز مالی خدمات کا دائرہ دیہی علاقوں تک پھیلا دیا ہے۔ یہ جاننے کے لیے کہ بینکاری نظام کی یہ ساختی تبدیلیاں آیا اپنا مقصد حاصل کر سکی ہیں، کارگزاری کے بعض اظہاریوں میں پائے جانے والے رجحانات کا تجزیہ کیا جا رہا ہے۔

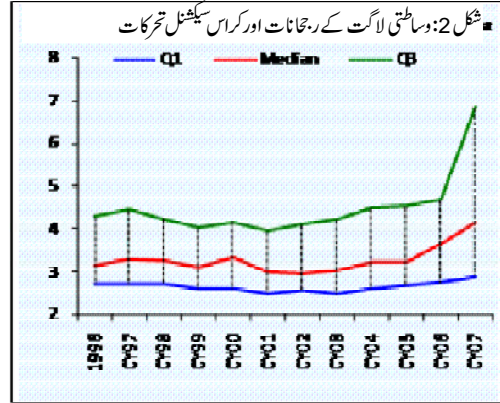
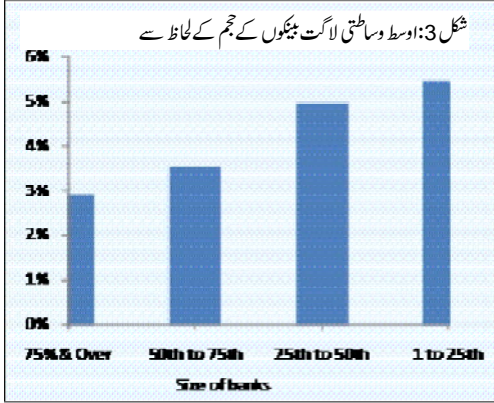


بینکاری نظام کی عملی کارگزاری کے اظہاریوں میں گزشتہ دس سال میں یقیناً بہتری آئی ہے۔ 1990ء کی دہائی کے وسط کے بعد سے وساطتی لاگت میں نمایاں کمی آئی ہے۔ مطلق معنوں میں انتظامی اخراجات 2003ء تک مسلسل کم ہوتے رہے کیونکہ بینکاری صنعت لاگت کے عقل مندانہ استعمال اور استحکام کی حکمت عملی پر کاربند تھی۔ اکثر بینکوں نے رقوم اکٹھی کرنے کے لیے نئے نئے شعبوں کا رخ کیا اور وہ مطلوبہ انسانی وسائل اور دیگر انفراسٹرکچر کی تشکیل پر اخراجات کرنے لگے چنانچہ اس کے بعد بینکاری نظام میں تیز رفتاری کے ساتھ وسعت آئی اور انتظامی لاگتوں میں بھی اسی حساب سے اضافہ ہوا۔ نظام میں فنڈ کے حصول کی بنیاد تیزی سے وسیع ہوئی تھی، لہذا 2004ء اور 2005ء میں وساطتی پر آنے والی لاگتیں محدود

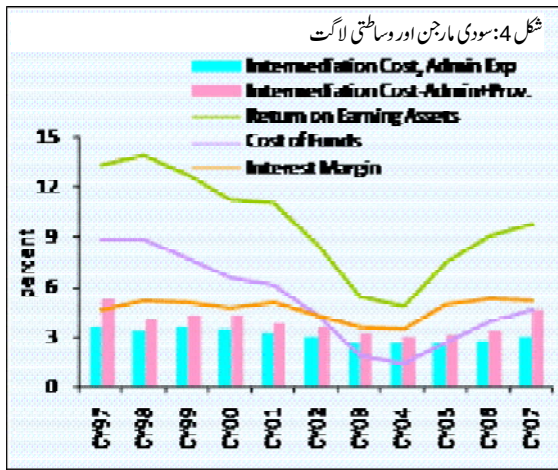
رہیں۔ اگلے دو برسوں میں فنڈ کے حصول کی بنیاد میں نمو مستحکم ہونے لگی، تاہم اتنی نہیں جتنی انتظامی اخراجات میں نمو ہوئی۔ اس کے نتیجے میں وساطتی لاگت کے اظہاریوں نے دوبارہ بڑھنا شروع کیا تاہم وہ 1990ء کی دہائی کے وسط کی سطح سے خاصے نیچے ہی رہے (شکل 1)۔ اس سے قطع نظر، بینکوں کے منافع میں نمو اتنی مستحکم ضرور رہی کہ اضافی انتظامی اخراجات اطمینان سے پورے ہو گئے، جبکہ لاگت اور آمدنی یعنی اخراجات اور خام آمدنی کا تناسب ان برسوں میں مسلسل کم ہوتا جا رہا ہے۔

زمرے کے لحاظ سے پانچ بڑے بینکوں نے، جن پر شروع میں وساطتی کی بلند لاگتوں کا بوجھ تھا، ان لاگتوں کو کم کرنے میں بڑی کامیابی حاصل کی، جبکہ دیگر مقامی بینکوں نے بھی معمولی سی بہتری کا مظاہرہ کیا۔ غیر ملکی بینکوں کی کارکردگی وساطتی کی لاگتوں کے حوالے سے بہت عمدہ تھی تاہم اب ان کی عملی کارگزاری میں کمی آئی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ گزشتہ چند برسوں میں شعبہ بینکاری میں بڑے پیمانے پر ہونے والی تنظیم نو ہے جس سے شعبے کی بنیادی رقم

(fund base) میں کمی آگئی۔ نیز، باقی رہ جانے والے بینکوں کو جاری اخراجات کے لیے زیادہ رقم مختص کرنی پڑی تاکہ وہ منڈی میں اپنا حصہ حاصل کر کے برقرار رکھ سکیں۔ نمائندہ نمونے کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ بینک وساطت کی لاگت میں جو فرق 2003ء تک کم ہو رہا تھا، تب سے بتدریج بڑھ رہا ہے جیسا کہ شکل 2 میں دکھایا گیا ہے کہ 2004ء سے 2007ء تک کے دوران سہ ماہیوں کے مابین (inter-quartile) رینج میں اضافہ ہوا۔ چھوٹے اور درمیانے حجم کے بینکوں کو محدود وسائل کی بنا پر وساطت کی زائد لاگت ویسے ہی برداشت کرنی پڑتی ہیں (شکل 3)۔

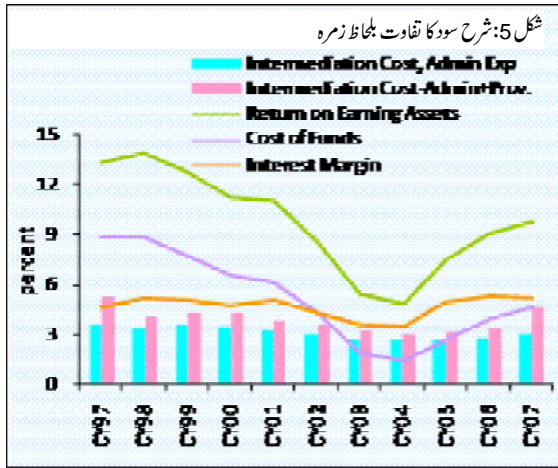


سو میں فرق⁴¹: بینکاری صنعت کی وساطتی لاگتوں کا رجحان فنڈز کی لاگت اور منافع بخش اثاثوں پر ملنے والے نفع سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اس صنعت کا اثاثوں پر منافع اور فنڈز کی لاگت دونوں 2004ء تک تیزی سے کم ہوئے۔ ان برسوں کے دوران شرح سود تاریخی طور پر انتہائی کم رہی اور خاصی سیالیت بینکاری نظام میں داخل ہوتی رہی۔ روایتی طور پر کاروباری شعبہ بینک قرضے استعمال کرتا ہے تاہم کاروباری شعبے نے استحکام کے مرحلے سے گزرنے کے



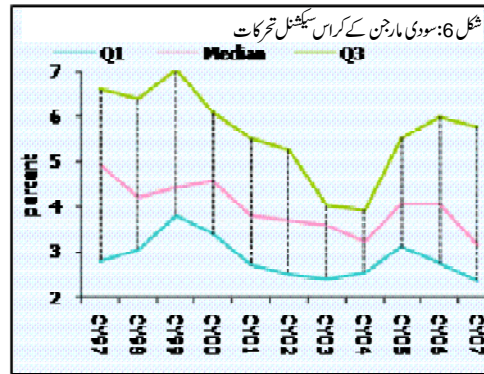
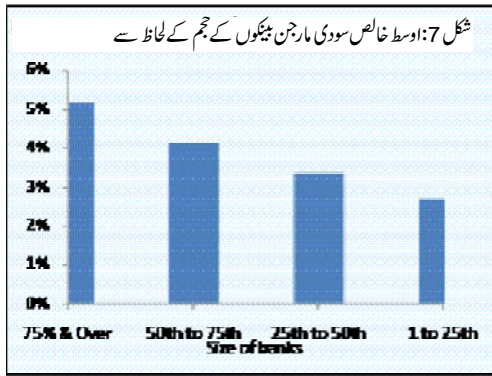
سبب مذکورہ قرضے میں زیادہ دلچسپی ظاہر نہ کی چنانچہ بینکوں کو زیادہ توجہ سرکاری وثیقہ جات میں سرمایہ کاری پر دینا پڑی جو 2003ء کے اختتام تک بینکاری نظام کے مجموعی اثاثوں میں بڑھ کر 30.9 فیصد ہو گئی۔ 2004ء میں صورتحال برعکس ہو گئی کیونکہ شرح سود کم تھی اور اقتصادی ترقی کے امکانات روشن تھے چنانچہ کارپوریٹ سیکٹر کی بینکوں اور بینک قرضوں میں دلچسپی پھر سے بڑھ گئی۔ ادھر بینکوں نے اضافی سیالیت کی فراوانی کے پیش نظر صارفین ماکاری اور ایس ایم ای ماکاری جیسے منافع بخش شعبوں کا رخ کیا۔ نتیجتاً مجموعی بنیادی اثاثے میں سرمایہ کاروں کا حصہ کم ہونے لگا اور 2007ء میں 19.1 فیصد ہو گیا، جبکہ نفع بخش اثاثوں پر منافع 2004ء کے بعد دوبارہ تیزی سے بڑھنے لگا۔ ایک تو بینک اثاثوں کی ہیئت ترکیبی میں تبدیلی آئی جس میں زیادہ نفع بخش اثاثوں کا حصہ بڑھ گیا، دوسرے گرانی کا دباؤ کم کرنے کے لیے حالیہ برسوں میں اپنائی گئی زری سختی کی وجہ سے بھی نفع بخش اثاثوں پر منافع میں اضافہ ہو گیا۔ بینکوں پر فنڈز کی لاگت بھی اسی طرح بڑھی۔ تاہم لاگت میں اضافہ کئی وجوہات کی بنا پر زیادہ نمایاں نہیں ہوا، مثلاً عام پاکستانی کھاتے دار کو کم شرح سود سے کوئی پریشانی نہ تھی، بلند سیالیت کے ساتھ بلند منافع کو زیادہ ترجیح ملی، اور بینکاری نظام میں فنڈز کی آمد جاری رہی۔ اس پس منظر میں فنڈز کی لاگت کے مقابلے میں اثاثوں پر منافع تیزی کے ساتھ بڑھا اور 2004ء کے بعد ان کا باہمی تفاوت زیادہ وسیع ہو گیا (شکل 4)۔

41 سودی مارجن کا مطلب وہ فیصد ہے جسے فنڈز کی لاگت (سود کے روپے کی ادائیگی کی تقسیم بلحاظ سودی لاگت کے مجموعی واجبات کی رقم) کو قابل آمدنی اثاثوں (سود کے روپے کی ادائیگی کی تقسیم بلحاظ قابل آمدنی اثاثوں کے سود کی رقم) سے منہا کر کے اخذ کی جاتی ہے۔



زمرہ وار تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ تینوں ذیلی زمروں کی شرح سود 2004ء سے بڑھ گئی ہے۔ پانچ بڑے بینکوں کی شرح سود سب سے بلند ہے جو کہ گذشتہ سال میں معمولی سی کم ہوئی (شکل 5)۔ ان پانچ بڑے بینکوں کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ وہ بقیہ بینکاری صنعت کے مقابلے میں کفایتی شرح پر خاصے فنڈز اکٹھا کر سکتے ہیں۔ چونکہ پوری صنعت کی نصف سے زائد امانتیں ان ہی پانچ بینکوں کے پاس ہیں اس لیے امانتوں کی مجموعی لاگت گھٹانے سے ان کا منافع بڑھتا رہتا ہے۔

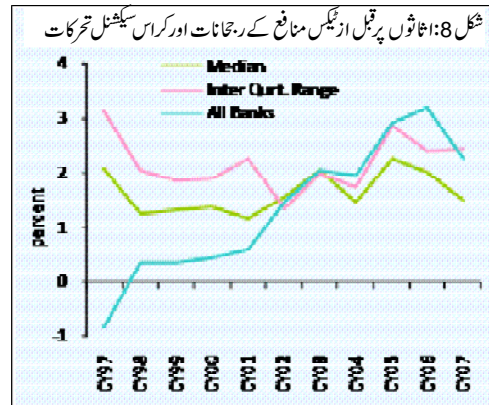
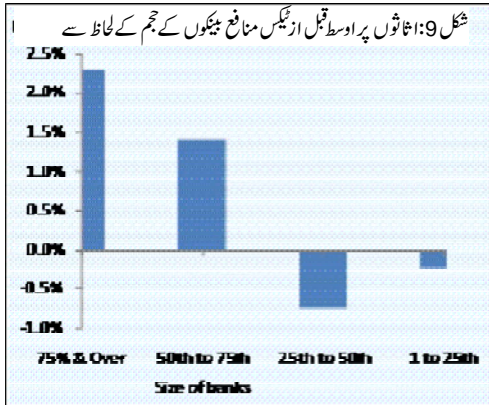
بینکاری صنعت کے تفصیلی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ سہ ماہیوں کے مابین منافع کی شرح 2004ء تک گری رہی جس کے بعد اس میں بتدریج اضافہ ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اثاثوں اور ان اثاثوں کی ماکاری کے لیے فنڈز کی لاگت کے حوالے سے پوری صنعت کے بینک اب ایک دوسرے سے زیادہ نمایاں طور پر فرق کے حامل ہیں (شکل 6)۔



شرح منافع میں اس تفاوت کی عکاسی 'خالص شرح منافع' کے رجحانات سے بھی ہوتی ہے۔ سہ ماہیوں کے مابین منافع کی شرح 2004ء تک گرنے کے بعد پھر سے خاصی بڑھ چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی بینکوں، خصوصاً بڑے بینکوں کی شرح منافع خاصی بلند ہے جبکہ درمیانے اور چھوٹے حجم کے بینکوں کی شرح منافع نسبتاً کم ہے (شکل 7)۔

بینکاری صنعت کی عملی کارگزاری میں بہتری آنے سے اور بینکوں کے آپریشنز کے دائرہ کار اور پیمانے میں وسعت آنے سے اس کی نفع یابی بتدریج بڑھ کر مستحکم ہو چکی ہے۔ اس شعبے کی آمدنی 1990ء کی دہائی کے وسط میں معمولی تھی اور خطرات سے دوچار تھی تاہم 1998ء میں اس میں اضافہ ہوا اور تب سے یہ بتدریج بڑھتے ہوئے 2006ء میں بلند ترین سطح پر جا پہنچی تھی۔ اکثر بینکوں کے ساتھ یہی معاملہ رہا، جیسا کہ 2004ء تک اوسط میں اضافے اور ان کی سہ ماہیوں کے مابین تفاوت میں کمی سے ظاہر ہوتا ہے۔ تاہم، بعد ازاں انفرادی بینکوں کے اثاثوں پر قبل از ٹیکس منافع میں تفاوت دوبارہ بڑھ گیا (شکل 8) جس کا مطلب ہے کہ درمیانے اور چھوٹے بینکوں کو آمدنی کی استعداد میں کمی کا سامنا ہے (شکل 9)۔

معلوم ہوتا ہے کہ کفایت حجم کی مجبوریوں، اور مستحکم بینکاری نظام کے لیے ضوابط کی وجہ سے درمیانے اور چھوٹے حجم کے ان بینکوں میں انضمام اور تھوکیل کا عمل تیز ہو جائے گا جو تنہا اپنا وجود برقرار رکھنے اور سرمائے کی کم سے کم سطح کو بڑھانے کے قابل نہ ہو پائیں گے جبکہ اس سطح کو بڑھانا تیز رفتار بینکاری سرگرمیوں کے لیے لازمی ہے۔



بینکاری نظام کی کارکردگی نفع یابی کے لحاظ سے 1990ء کی دہائی کے اواخر سے بہتر ہونے کے بعد سے اطمینان بخش سطح پر ہے۔ غیر ادا شدہ قرضے اور تمویں کے اخراجات نے ایک عشرہ قبل بینکاری نظام کی ادائیگی قرض کی صلاحیت کو تباہ کر دیا تھا، تاہم اسٹیٹ بینک کی طرف سے سخت اقدامات کے نتیجے میں اب یہ بھی کم ہو چکے ہیں کیونکہ منڈی نے خطرات کی روک تھام کے طریقوں کو بہتر بنایا۔ بہر حال، وساطت کی لاگتوں اور شرح سود کی کارگزاری کے اہم اشاریوں میں ملا جلا رجحان دیکھا جا رہا ہے۔ بینک بڑھی ہوئی شرح سود کے اثرات کو اس لیے برداشت کر رہے ہیں کہ وہ اپنے کھاتے داروں کو نسبتاً کم منافع ادا کرتے ہیں اور اپنا منافع بڑھاتے جا رہے ہیں جس سے سرمائے کی منڈی میں محدود رسائی اور مالی نظام میں شعبہ بینکاری کی کسی حد تک اجارہ داری کا اظہار ہوتا ہے۔ تاہم نئی امانتوں پر شرح سود بڑھ رہی ہے جس سے تفاوت بڑھنے کا رجحان مستقبل میں کم ہو جائے گا۔ نیز، بینکوں کے مابین مسابقت بڑھنا، کھاتے داروں کو کم سے کم لازمی منافع دینے کے ضوابطی اقدامات اور شرح سود کے حوالے سے ان کی نسبتاً بلند حساسیت وہ عوامل ہیں جن سے منافع میں کمی آئے گی اور بینکاری نظام کے لاگتی ڈھانچے کو استوار کرنے میں مدد ملے گی۔